مولانا سید فضل الرحمٰن احرار رحمہ اللہ

یہ دنیا ایک وسیع و عریض کارواں سرائے ہے جسمیں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں البتہ بعض اوقات کچھ ایسے لوگ بھی ابھرتے ہیں جو بڑے نمایاں اور قابل فخر کارنامے سرانجام دیتے ہیں اور اپنی یادوں کے روشن چراغ اس کارواں سرائے کے در و دیوار پر چھوڑ جاتے ہیں۔ لوگ ایسی جگہ چلے جاتے ہیں جہاں سے واپسی ممکن ہی نہیں ہے۔ ہم لوگ انہیں ڈھونڈتے ہیں، اس کارواں سرائے میں تلاش کرتے ہیں، انہیں دیکھنے کو بے تاب ہوتے ہیں، انکی آواز سننے اور انکی نصیحت آموز باتیں سننے کے لئے ترستے ہیں مگر باوجود تلاش کرنے کے یہ لوگ نہیں ملتے۔ انکے قول، انکے افکار ہمارے لئے مشعل راہ ہیں جو ہمیں بھٹکنے سے بچاتے ہیں۔ اپنے ان پیاروں کو منوں مٹی تلے دبا کر بھی ہم انکی موت کا یقین نہیں کرتے۔ انکے سنہری کارنامے، انکی خدمات، انکے بعد لوگوں کی زبانوں پر ہوتی ہیں۔ لوگ انہیں اپنے ہیرو کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظالم حکمرانوں کے خلاف ہمیشہ کلمۂ حق بلند کیا۔ ان کے راستے میں جیلیں آئیں، ہتھکڑیاں آئیں، جنہیں سزائے موت کا حکم ہوا، جن کے سروں کی قیمتیں لگی ہوں، جنہیں زہر دیا گیا ہو، جنہیں ظالم حکمرانوں نے طرح طرح کی اذیتیں دی ہوں مگر ان کے پائے استقامت میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ تمام مشکلات کو انہوں نے صدق دل سے قبول کیا۔

سید فضل الرحمن احرار بھی ان بزرگوں کی لڑی کے ایک سچے موتی تھے جو ۱۹۱۲ میں "جگراؤں" ضلع لدھیانہ میں سید بہادر علی شاہ گیلانی کے گھر پیدا ہوئے۔ والد مرحوم ایک درویش صفت بزرگ اور علاقے کے مشہور پیر تھے۔ ابتدائی دینی تعلیم مولانا محمد ابراہیم سلیم پوری خلیفہ حضرت اقدس شاہ عبد القادر رائپوری سے حاصل کی۔ پھر لدھیانہ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کے ہاں حصول تعلیم کے لئے چلے گئے۔ بچپن ہی سے تحریکی مزاج تھا۔ ۱۴ سال کی عمر میں جگراؤں میں گائے کی قربانی دیکر قانون کے خلاف ورزی کی اسکی پاداش میں جیل کاٹی اور انگریزوں ہندوؤں اور سکھوں سے نبرد آزما رہے۔ ۱۹۲۹ میں مجلس احرار اسلام کے قیام کے موقع پر اس میں شمولیت اختیار کی۔ مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کے ساتھ کام کا آغاز کیا۔ ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا حبیب لدھیانوی رحمھم اللہ علیہم و دیگر اکابر کے ہمراہ سفر کیا۔ بیعت کا سلسلہ شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی سے تھا۔ بیعت کے لئے حضرت امیر شریعت کے ہمراہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ ۱۹۳۹ میں فیصل آباد میں احرار کانفرنس میں حضرت امیر شریعت، مولانا لدھیانوی، مولانا مظہر علی اظہر اور شورش کاشمیری کے ہمراہ شرکت کی، دو روز بعد جڑانوالہ میں تقریر کی۔ وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے، مغربی پنجاب کا سفر مکمل کر کے

مشرقی پنجاب میں اپنے آبائی شہر "جگراؤں" پہنچے تو محاصرہ میں آگئے۔ انگریز اور گورکھا کا محاصرہ توڑ کر نکل گئے۔ خود طے شدہ پروگرام کے مطابق دفتر احرار جگراؤں کے سامنے سٹیج بنا کر تقریر کی، پھر دو نفل شکرانہ ادا کیے اور گرفتاری پیش کی۔ ہتھکڑی لگی تو نعرہ تکبیر لگا کر ہتھکڑی کو توڑ ڈالا موقع پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ انکے جذبات عجیب تھے ،انگریز کے خلاف ماحول خوب گرم ہوا، پھر رسم دار و رسن چل نکلی۔ جگراؤں سے گرفتار کر کے لائل پور (فیصل آباد) لایا گیا۔ فیروز پور جیل پھر لدھیانہ جیل میں مقدمہ کے دوران انگریز جج نے کہا کہ مفتی اعظم ہند عدالت میں آ کر اپنا بیان قلم بند کرائیں۔ تو مفتی اعظم ہندوستان حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی لدھیانہ تشریف لائے تو سارا نظام درہم برہم ہوگیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ شہنشاہ ہند آرہے ہیں عدالت کا منظر دیدنی تھا۔

حضرت نے تقریر کی، بھرپور انداز میں تائید فرمائی، تقریباً اڑھائی سال جیل کاٹنا پڑی۔ شراب کے خلاف مورچہ بندی، مجلس احرار کی فوجی بھرتی بائیکاٹ تحریک ۱۹۳۹ء اور سینما کے خلاف مورچہ جگراؤں شہر کے یادگار واقعے ہیں۔ تقسیم ہند کے وقت انگریز سامراج کی طرف سے گولی کا حکم تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقسیم کے بعد بحفاظت لاہور مجلس احرار اسلام کے دفتر پہنچے۔ سید فضل الرحمن احرار، جنہیں ہم سے بچھڑے ہوئے دو سال سے زائد عرصہ ہوگیا۔ اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے دین اسلام کے مقابلہ میں کبھی کسی شے کو اہمیت نہیں دی۔ انگریزی سامراج اور باطل قوتوں کے سامنے ڈٹنے والا یہ مرد قلندر دنیا میں اپنی ایسی روشن مثالیں چھوڑ گیا ہے کہ لوگ آج بھی انہیں کسی طور کرامت سے کم نہیں گردانتے اور ایسے لوگوں سے کرامتیں کیوں نہ ہوں جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہو۔ اپنے وجود کی نفی کر دی ہو۔ جن کا جینا مرنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، اٹھنا بیٹھنا سب کچھ اللہ کے لئے ہو۔ انکے واقعات اگر لکھنے بیٹھیں تو کاغذ کی تنگیٔ داماں آڑے آئے گی۔ آج وہ ہم میں نہیں لیکن انکا روشن کردار اور خوبصورت افعال واعمال ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ ایثار و قربانی کی جو لازوال مثالیں وہ ہمارے سامنے چھوڑ گئے ہیں وہ ہمارے لئے گائیڈ لائن کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت مولانا سید فضل الرحمن احرار ایک ایسی آواز تھی جو ظلم کے خلاف اٹھی جس نے جبر و استبداد کے سامنے کبھی گردن خم نہیں کی، جس کے پائے استقامت کو گولیوں کی بوچھاڑ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا سکی۔ انہوں نے ہمیشہ ظالم سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی۔ جنہوں نے مظلوموں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا، جنھوں نے اپنی تمام زندگی مظلوموں کے حقوق کے لئے جنگ لڑتے ہوئے ختم کر دی، جنکی شمع حیات دوسروں کو روشنی بہم پہنچاتی رہی، جنکی زبان ظالموں کے خلاف ہمیشہ شعلے اگلتی رہی۔ انہوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کے حق میں آواز بلند کی۔ وہ جہاں بھی گئے علم حق بلا خوف بلند کرتے رہے۔ اللہ کے سوا انہیں کسی کا ڈر و خوف نہ تھا۔ پاکستان کے کئی مدارس ایسے تھے جو انکی شرکت کے بغیر اپنے سالانہ جلسوں کو ادھورا سمجھتے تھے۔ حکومت کی طرف سے کتنی پابندیاں کیوں نہ ہوں وہ

ہر رکاوٹ کو توڑ کر اس علاقہ میں پہنچ جاتے۔ اس شیر کی گرج جب پولیس کو سنائی دیتی تو کئی افسر معطل ہو جاتے۔ وہ سب پہرے توڑ کر کہا کرتے تھے کہ میری جان تو صرف اور صرف دین اسلام کے لئے وقف ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ کے ابتدائی دور میں انہیں علاقہ بدر کیا گیا، پھر نو ماہ سلانوالی (ضلع سرگودھا) ان کے مکان میں نظر بند رکھا۔ ایک سال سلانوالی شہر سے باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی پھر پنجاب بدر کیا گیا، کافی عرصہ تک صوبہ سندھ کے علاقہ میں وقت گزارا۔ ۱۹۵۳ کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ ضلع سرگودھا میں وہ تحریک کی جان تھے۔ ایوب خان کے دور میں عائلی قوانین کے خلاف بغاوت کا مقدمہ بنا۔ باطل قوت سے ٹکرانا انکا شعار تھا۔ انکے خلاف مقدمات بنتے رہے، وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو حکومت کو بے بس کر کے از خود جھنگ میں گرفتاری پیش کی۔ مکان کی قرقی اور جائیداد کی ضبطی کا حکم ہوا، جھنگ جیل میں رہے۔ ۱۹۷۴ کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں مقدمات قائم ہوئے، انکے چھوٹے بیٹے سید خالد مسعود گیلانی سلانوالی میں ۱۶ ایم پی او کے تحت گرفتار کر کے شاہ پور جیل میں رکھا گیا۔ ۱۹۴۷ سے ۱۹۹۴ تک سلانوالی میں قیام پذیر رہے۔ سلانوالی میں مرزائیت، رفض وسبائیت اور لادینیت کے خلاف نبرد آزما رہے۔ سلانوالی میں دینی، سماجی، سیاسی حیثیت سے مسلمہ شخصیت تھے۔ مدرسہ حسینیہ حنفیہ رجسٹرڈ سلانوالی، جامع مسجد مدنی سلانوالی، مسجد سیدنا علی، دارالعلوم ختم نبوت مرکز آل محمد، جامعہ اہل سنت و الجماعت یادگار ادارے چھوڑے ہیں۔ اسکے علاوہ پنجاب کے بہت سے مدارس کی سرپرستی اور تعاون کا سلسلہ تھا۔ آپکے چھوٹے بھائی مفتی اعظم گوجرہ سید طفیل احمد شاہ گیلانی (فاضل دارالعلوم دیوبند) علاقہ بھر میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا پیر سید نیاز احمد شاہ گیلانی (خلیفہ حضرت رائپوری) برادر نسبتی تھے اور مولانا مفتی سید جاوید حسین شاہ صاحب (شیخ الحدیث فیصل آباد، خلیفہ حضرت مولانا عبیداللہ انور) داماد ہیں۔ دو بیٹے مولانا سید اسد اللہ طارق گیلانی اور سید خالد مسعود گیلانی عرصہ دراز سے بیرون ملک دین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ فجی، آسٹریلیا، امریکہ، نیوزی لینڈ، کینیڈا اور انگلینڈ میں ختم نبوت کا پیغام پہنچا چکے ہیں۔ سید مسعود گیلانی ایک عرصہ برطانیہ میں مقیم رہے اس دوران ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری برطانیہ کے تبلیغی سفر پر گئے تو ان کے ساتھ مل کر وہاں مجلس احرار اسلام قائم کی۔ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام پورے برطانیہ میں چالیس سے زیادہ مقامات پر ختم نبوت کانفرنسوں میں حضرت سید عطاء المحسن شاہ صاحب کے ساتھ خطاب کیا۔ سید اسد اللہ طارق آجکل انگلینڈ میں مقیم ہیں جبکہ سید خالد مسعود گیلانی آج کل سلانوالی میں رد مرزائیت کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ دارالعلوم ختم نبوت مرکز آل محمد کے مدیر اعلیٰ ہیں مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں۔ اپنے والد ماجد کی طرح پکے اور سچے احراری ہیں بلکہ دل وجان سے احرار پر فدا ہیں۔ حافظ سید اویس عامر گیلانی اور حافظ سید حبیب الرحمن مجاہد انکے معاون خصوصی ہیں۔ راقم سید سہیل گیلانی صدر مجلس احرار اسلام تحصیل سلانوالی، جنرل سیکرٹری پریس کلب سلانوالی ہے۔ مولانا سید فضل الرحمن احرار رحمہ

اللہ کے پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں حافظ قرآن ہیں۔ یہ سلسلہ الحمدللہ اگلی نسل میں جاری ہے۔ ایک پوتی، سات نواسے اور تین نواسیاں حافظ قرآن ہیں جبکہ سات نواسے عالم دین بن رہے ہیں۔ تین پوتے بھی ماشاءاللہ قرآن پاک حفظ کر رہے ہیں۔ اللہ پاک انکی سعی کو اپنی شان کے مطابق قبول فرمائیں (آمین) حضرت مولانا سید فضل الرحمن کو مجلسِ احرار اسلام سے ایسی نسبت اور انس ہو گیا کہ "احرار" ان کے نام کا باقاعدہ حصہ اور ان کی شخصیت کی پہچان بن گیا۔ وہ مرتے دم تک احرار میں شامل رہے۔ امیرِ شریعت کی جماعت سے وفا کی۔ ابناءِ امیرِ شریعت سے محبت و خلوص میں فرق نہ آیا۔ اپنے بچوں کو فکرِ احرار منتقل کیا۔ وہ جب تک صحت مند رہے احرار کے جلسوں میں باقاعدہ شریک ہوتے رہے۔ خاص طور پر مسجد احرار، ربوہ میں منعقدہ سالانہ اجتماعات میں بہر صورت شریک ہوتے۔ آخری مرتبہ ربوہ کے اجتماع میں تشریف لائے تو فالج کی وجہ سے تقریر نہ کرسکے۔ احرار کارکنوں کی تقریریں سن کر اور سرخ وردیوں میں ملبوس جلوس کو دیکھ کر ماضی کے یادگار لمحات میں کھو گئے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کو دعائیں دے رہے تھے۔ بار بار فرماتے کہ اللہ کا شکر ہے آپ نے احرار کو زندہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابیاں عطاء فرمائے۔

۱۹۸۴ میں برطانیہ ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اسی سال حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۲ سال فالج کے عارضہ میں مبتلا رہنے کے بعد ۲۰ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۹۴ بروز پیر تقریباً نو بجے صبح اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ فیصل آباد میں انتقال ہوا۔ فیصل آباد میں شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب نے جامعہ اسلامیہ میں بعد نماز ظہر جنازہ پڑھایا جبکہ سلانوالی میں انکے چھوٹے بھائی مفتی اعظم گوجرہ سید طفیل احمد شاہ صاحب گیلانی نے بعد نماز مغرب جنازہ پڑھایا۔ شمشیر بے نیام، رفیق امیر شریعت اور بطلِ حریت کو دار العلوم ختم نبوت مرکز آل محمد کے صحن میں سپردِ خاک کیا گیا۔

اپنے عطیات اور زکواۃ و صدقات مدرسہ معمورہ ملتان

کو عنایت فرمائیں مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کے اخراجات اور نئی درسگاہوں اور رہائشی کمروں کی تعمیر کے لئے اہلِ خیر حضرات فوراً توجہ فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

بذریعہ منی آرڈر:۔ سید عطاء المحسن بخاری۔ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون: 51961

بذریعہ بنک:۔ اکاؤنٹ نمبر 29932، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان